پہلا اختلاف، یعنی اعتقادی اختلاف واقعتاً ایک عذاب کی سی شکل اختیار کرتے ہوئے مسلم ممالک میں خطرناک حد کو پہنچ گیا ہے۔ جس سے مسلمانوں کی وحدت پارہ پارہ ہوگئی ہے اور یہ سخت قابلِ افسوس صورتِ حال ہے۔ یقیناً اُمت کو اہلُ السنۃ والجماعت کے مذہب پر مجتمع ہونا چاہیے، جو مذہب عہدِ رسالت اور عہدِ خلافتِ راشدہ میں صاف و شفاف اسلامی فکر کی صورت میں قابلِ اتباع رہا ہے۔ خلافت راشدہ کے منہج کو قابلِ اِتباع ہونے کا یہ حق اس لیے حاصل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> تم پر میری سنت اور میرے بعد خلفاے راشدینؓ کی سنت کی پیروی لازم ہے۔ اس پر تمسک اختیار کرو اور اس کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رکھو۔ (ابوداؤد، ترمذی)

دوسرا اختلاف، یعنی بعض مسائل میں فقہی مذاہب کا اختلاف ہے، تو اس کے علمی اسباب ہیں اور یہ موضوع غور وفکر کا تقاضا کرتا ہے۔ اس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بلیغ حکمت موجود ہے اور یہ بندوں پر اس کی رحمت ہے۔ یہ نصوص [متن] سے احکام اخذ کرنے کے میدان میں وسعت کا ذریعہ ہے۔ یہ قانونی، فقہی دولت نعمت بھی ہے، جو اُمت اسلامیہ کو اس کے دین و شریعت کے معاملے میں وسعت سے ہم کنار کرتی ہے۔ اس کا انحصار محض ایک مسئلے یا معاملے میں شرعی تطبیق ہی پر نہیں محدود رہتا کہ اس کے علاوہ اس کا کوئی مقصود نہ ہو۔ صورتِ واقعہ یہ ہے کہ جب اُمت کسی امام کے مذہب میں تنگی محسوس کرتی ہے تو وہ دوسرے امام کے مذہب میں وسعت، نرمی اور سہولت پاتی ہے، خواہ یہ عبادات کے مسائل ہوں یا معاملات کے، عائلی اُمور ہوں یا فوجداری معاملات، اور یہ وسعت بھی شرعی دلائل کی روشنی ہی میں ملتی ہے۔

اختلافِ مذاہب کی دوسری قسم، یعنی فقہی اختلاف کوئی نقص نہیں ہے اور نہ یہ دین اسلام کے اندر کسی تناقض کی علامت ہے۔ کوئی قوم ایسی نہیں ہے جس کے پاس کوئی ایسا کامل قانونی نظام ہو جو اس کے اپنے فہم واجتہاد سے تشکیل پایا ہو اور اس میں یہ فقہی واجتہادی اختلاف نہ ہو۔

یہ ممکن ہی نہیں کہ اختلاف نہ ہو، کیوں کہ بیش تر نصوصِ اصلیہ ایک سے زائد صورتوں میں رہنمائی کرتی ہیں۔ اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ نص تمام امکانات کا احاطہ کرلے۔ اس لیے کہ نصوص تو محدود ہوتی ہیں اور وقائع (واقعات) غیر محدود ہوتے ہیں جیسا کہ علما کی ایک تعداد نے کہا ہے:

’قیاس‘ کی طرف رجوع، احکام کی علّت، شارع کے مقصود، شریعت کے مقاصد عامہ، وقائع میں ان کی احکامی حیثیت، اور درپیش صورتِ حال میں گہرا غور وخوض ضروری ہے۔ اس کام میں احتمالات کے درمیان علما کی ترجیحات اور ان کے فہم میں اختلاف کا پایا جانا فطری امر ہے، جس کی وجہ سے ایک ہی موضوع میں علما کے بیان کردہ احکام بھی مختلف ہوجاتے ہیں اور علما میں سے ہر ایک حق تک پہنچنے ہی کی کوشش کرتا ہے۔ جو اس حق کو پالے اس کے لیے دو اجر ہیں اور جو خطا کر جائے اس کے لیے ایک اجر ہے اور یہیں سے وسعت پیدا ہوتی ہے اور تنگی ختم ہوتی ہے۔ لہٰذا، اس مذہبی اختلاف کے وجود میں کہاں عیب ہے، جب کہ فی الواقع یہ اللہ کی اپنے مومن بندوں پر رحمت اور نعمت ہے اور ساتھ ہی عظیم فقہی دولت اور ایسی خوبی وخصوصیت ہے جس پر اُمت مسلمہ فخر کرسکتی ہے۔ تاہم، اِدھر اُدھر سے کچھ فتنہ انگیز افراد بعض مسلمان نوجوانوں میں اسلام کے حوالے سے پختگی نہ ہونے سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ خصوصاً ایسے نوجوان ان کے جھانسے میں آجاتے ہیں جو بیرونِ ممالک تعلیم حاصل کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ گمراہی پھیلانے والے ان کے سامنے بعض فقہی اختلافات کو یوں پیش کرتے ہیں کہ گویا یہ اعتقادی اور بنیادی اختلافات ہیں۔ وہ ان کے ذہنوں میں ظلم وجَور سے یہ بات بٹھا دیتے ہیں کہ یہ اختلاف تو شریعت کے تناقض پر دلالت کرتا ہے۔ وہ ان کے سامنے اختلاف کی دونوں صورتوں کا فرق بیان نہیں کرتے جو ان کے درمیان ہے۔

دوسرا طبقہ جو مذاہب کو ویسے ہی ترک کر دینے کا داعی ہے اور چاہتا ہے کہ لوگ انھی کی جدیدیت زدہ آزاد روی کو اختیار کریں۔ یہ طبقہ مستقل فقہی مذاہب کو مطعون اور ان کے ائمہ کو موردِ الزام ٹھیراتا ہے۔ ہم فقہی مذاہب اور ان کے وجود اور خوبیوں اور ائمہ کے حوالے سے اپنے اس بیان میں، فتنہ پرور طبقوں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس شرانگیز اسلوب کو چھوڑ دیں۔ آج ہمیں اُمت مسلمہ کے شیرازے کو متحد کرنے اور دشمنانِ اسلام کے خطرناک چیلنجوں سے نبرد آزما ہونے کی اشد ضرورت ہے‘‘۔ (ترجمہ: ارشاد الرحمٰن)

نماز میں سنتوں کے لیے جگہ کی تبدیلی

سوال: نماز باجماعت میں اداے فرض کے بعد اداے سنت کے لیے جگہ کی تبدیلی پر